جنسی تشدد اور جنسی تعلیم

عابد رحمت

جب سے سانحہ زینب رونما ہوا ہے تب سے ایک گروہ مسلسل اور بڑی شدومد سے حکومت وقت سے یہ مطالبہ کر رہا ہے کہ پاکستان کے تعلیمی اداروں میں جنسی تعلیم عام کی جائے ۔ یہ گروہ زینب سے پیش آنے والے واقعے کا سبب جنسی تعلیم کے نہ ہونے کو قرار دیتا ہے ۔ یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ اس واقعے کا تعلق جنسی تعلیم سے کیسے جڑتا ہے ۔ فرض کریں اگر زینب جنسی تعلیم سے آشنا ہوتی تو کیا پھر اس کے ساتھ یہ دردناک واقعہ پیش نہ آتا؟ بالآخر جنسی تعلیم کا مقصد کیا ہے اور کیوں اسے جنسی تشدد سے جوڑا جاتا ہے ۔ بادی النظر میں جنسی تعلیم کا مفہوم یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس میں بالغ ہوتے بچوں کو جنس کے حوالے سے معلومات فراہم کی جاتی ہیں ، بلوغت کے بعد بچوں کو پیش آنے والی جسمانی تبدیلیوں کے بارے میں آگاہی فراہم کرنا ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ اس معاملے میں پیش آنے والے مسائل سے نمٹنے کے لئے دینی وسائنسی معلومات فراہم کرنا مقصود ہوتا ہے ۔ اس کی تائید کے لئے کہا جاتا ہے کہ قرآن وحدیث میں بھی جنسی تعلیم کا ثبوت ملتا ہے ، مرد و خواتین اس حوالے سے آپ ﷺ سے مسائل دریافت کیا کرتے تھے ۔ اگر قرآن وسنت اس حوالے سے مکمل رہنمائی فراہم کرتے ہیں تو پھر ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ تعلیمی اداروں میں قرآن وحدیث کی تعلیم کو لازم قرار دیا جاتا مگر یہاں تو سرے سے ہی قرآن وحدیث کو نصاب سے خارج کیا جا رہا ہے ۔

اس جنسی تعلیم کی حقیقت کیا ہے ؟ اس حوالے سے اگر دیکھا جائے تو یہ ایک ایسی تحریک ہے جو 2009ء سے بڑی تیزی سے پاکستان میں چلائی جا رہی ہے ۔ آج سے کچھ عرصہ قبل گوجرانوالہ کے سرکاری سکولوں میں ایک برگدنامی این جی او نے جنسی تعلیم شروع کی ، جب اس تعلیم کا جائزہ لیا گیا تو ”ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور“ نکلے ۔ اس

تعلیم کے ذریعے بچوں کو دوسروں سے دوستی لگانے اور جنسی تعلقات قائم کرنے کے طریقے سکھائے جارہے تھے ،
ہائیکورٹ نے فوراً ایکشن لیتے ہوئے اس تعلیم پر پابندی عائد کردی۔ اقوام متحدہ کے مختلف اداروں کے توسط سے جو جنسی تعلیم کی کوشش جاری ہے اس کا مقصد لوگوں کے دل ودماغ میں اس بات کو راسخ کرنا ہے کہ لوگوں سے جنسی تعلقات کس طرح رکھنے ہیں، باہمی رضامندی سے جنسی تعلق قائم کرنا ہر فرد کا بنیادی حق ہے، یہاں تک کہ ہم جنس پرستی کی بھی اجازت ہے، جنسی تعلقات قائم کرتے ہوئے کن کن امور کی احتیاط ضروری ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ معاشرے کو زنا بالرضا کا عادی بنایا جائے۔ یہ سب کچھ اسی جنسی تعلیم کے نصاب کا حصہ ہے۔

پاکستان کو فری سیکس سوسائٹی بنانے کے لئے مغربی معاشرے کی مثالیں دی جاتی ہیں کہ وہاں جنسی تشدد کے واقعات نہ ہونے کے برابر ہیں، اس لئے کہ وہاں جنسی تعلیم دی جاتی ہے۔ حالانکہ اگر ناقدانہ جائزہ لیا جائے تو مغربی معاشرے میں سب سے زیادہ جنسی استحصال ہوتا ہے، برائے سال 2002ء میں اقوام متحدہ نے ایک رپورٹ جاری کی جس میں خواتین سے آبروریزی کے واقعات کے اعداد وشمار دیئے گئے ، اس رپورٹ کے مطابق صرف امریکا میں ہی 89110 جنسی تشدد کے واقعات رپورٹ کئے گئے۔ مزید تفصیلات کے لئے یورپین سروے آف کرائم اینڈ سیفٹی کی ویب سائٹس کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے، اسی طرح یونائیٹڈ نیشنز آفس آن ڈرگس اینڈ کرائم کے انٹرنیٹ سے بھی معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں ۔ مغربی معاشرے میں بھی جنسی تشدد ہوتا ہے البتہ فرق صرف اتنا ہے کہ وہاں لڑکیوں کو قتل کرکے کوڑے کے ڈھیر میں نہیں پھینکا جاتا۔ وہاں مرد وخواتین باہم رضامندی سے زنا کرتے ہیں، یہ سب سرعام اور برملا جاری ہے اس لئے کہ وہاں جنسی تعلیم دی جاتی ہے۔ مغربی معاشرہ فری جنس سوسائٹی کے طور پر سامنے آیا ہے، وہاں جنسی تسکین کے لئے صرف بالغ اور باہم رضامند ہونا شرط ہے۔ چندسال قبل مغرب میں ایک کم عمر لڑکی کے بطن سے پیدا ہونے والے بچے کی خاطر دو کم عمر لڑکوں میں جھگڑا شروع ہوگیا، ہر ایک کا دعویٰ تھا کہ یہ بچہ اس کا ہے۔ یہ سب ہنوز جاری ہے مگر مغربی معاشرہ اپنی غلطیوں کو سدھارنے کی بجائے مشرقی خاندانوں

کوتوڑنا چاہتا ہے۔جنسی تعلیم کے خواہاں اس رپورٹ کو بھی دلیل بناتے ہیں کہ پاکستان میں 2015ء میں 10,000 لوگ HIV کے مرض میں مبتلا ہوئے، جولوگ جنسی تعلیم عام کرنا چاہتے ہیں ان کا نظریہ یہ ہے کہ دوسروں سے جنسی تعلق تو ضرور قائم کیا جائے مگر امراض سے بچنے کے طریقے جنسی تعلیم سے سیکھے جائیں۔

جہاں تک پاکستان میں جنسی تشدد کے واقعات کا تعلق ہے تو مجھے یہ اندیشہ لاحق ہے کہیں ایسا تو نہیں کہ ان واقعات کے پس پردہ وہی لوگ ہوں جو اس ملک میں جنسی تعلیم عام کر کے مسلمانوں میں بے حیائی کو فروغ دینا چاہتے ہیں؟ اس لئے کہ جب کوئی سرمایہ دار اپنا سودا مارکیٹ میں لانا چاہتا ہے تو وہ مارکیٹ میں پہلے سے موجود چیز کی قلت پیدا کرتا ہے ، ذخیرہ اندوزی کرتا ہے، مصنوعی مہنگائی پیدا کرتا ہے اور جب اس چیز کی مانگ بڑھ جاتی ہے تو پھر وہ اپنی چیز مارکیٹ میں مہنگے داموں فروخت کرتا ہے۔یہ معاملہ بھی کچھ ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ اگر جنسی تعلیم کا مطالبہ کرنے والوں کو بچوں کی اتنی ہی فکر ہے تو انہیں قاتلوں کو قرار واقع سزا دلوانے کے لئے ہنگامہ بپا کرنا چاہیے تھا، ملک میں اسلامی سزاؤں کو نافذ کرنے پر حکومت سے مطالبہ کرنا چاہئے تھا مگر ایسا کچھ بھی نہیں ہوا بلکہ اسلامی سزاؤں کو انسانیت کے خلاف قرار دینے والا طبقہ بھی یہی ہے۔میرے اس شک کو اس رپورٹ سے بھی تقویت ملتی ہے کہ 2017ء کے ابتدائی 6 ماہ میں جنسی تشدد کے 764 واقعات رپورٹ ہوئے۔پاکستان کے تمام صوبوں میں ہی ان واقعات کی تعداد میں روز افزوں اضافہ دیکھنے میں آیا۔نہ رہے بانس نہ بجے بانسری کے مصداق مجرم کے منہ سے اس کے گروہ کے بارے میں کچھ اگلوانے کی بجائے اسے پولیس مقابلے میں پار کر دیا جاتا ہے۔اسی لئے چیف جسٹس کو بھی یہ کہنا پڑا کہ زینب کا مجرم زندہ چاہئے وہ پولیس مقابلے میں نہ مارا جائے۔حکومت کو اس نکتے پر بھی غور اور تحقیق کرنے کی جانب توجہ دینی چاہئے، ممکن ہے گھر کا بھیدی ہی لنکا ڈھا رہا ہو۔